روزنامہ
الفضل
ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۷/۳۹ | بدھ ۲۵ شوال ۱۴۰۹ھ | ۳۱ ہجرت ۱۳۶۸ہش | ۳۱ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۲۲
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

سیدنا و امامنا محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت قیام فرما ہیں۔ حضور انور دن رات اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں اور احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے سال کی تاریخ ساز سرگرمیوں میں ہمہ تن متوجہ ہیں۔

احباب کرام خصوصی توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و رحم سے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر لمحہ اپنی تائید سے نوازتا رہے۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرنے والے آدابِ دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیتِ دعا کے ہوتے ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہو گئی ہے بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں۔ اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آدابِ دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ دعا اپنے اصل معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں اس لئے وہ منکرینِ دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ دعا کے لئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ نہیں ہو گا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک بُرا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصۂ دراز تک جو دعائیں کی گئیں کیوں قبول نہ ہوئیں۔ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنے والی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۵-۴۲۰)

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے احمدیہ پریس کے اراکین حضرت امام جماعت احمدیہ کے ساتھ۔ حضور کے دائیں جانب نائیجیریا کے امیر مکرم عبدالرشید اگبولا صاحب اور بائیں جانب ہفت روزہ ٹروتھ کے ایڈیٹر مکرم ایس اولاوالی ہیں۔

درخواستِ دعا

میرے بڑے بھائی حنیف الرحمٰن صاحب کے بارہ میں اطلاع ملی ہے ان کے گردوں کا اپریشن ہو چکا ہے۔ مگر ابھی تک ہسپتال میں ہی ہیں۔ اور اگر حالت بہتر ہوئی تو جمعہ کے روز گھر آجائیں گے۔

بزرگان سلسلہ ان کے لئے دردمندانہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے صحتِ کاملہ سے نوازے۔

صفی الرحمٰن خورشید۔ مربی سلسلہ

مکرم نصیر احمد صاحب، احمد کلینکل لیبارٹریز ربوہ دل کے آپریشن کے لئے راولپنڈی میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ ہفتہ دس دن تک آپریشن متوقع ہے۔ احباب کرام سے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے

تقریبِ افتتاح

ایوانِ محمود سپورٹس کلب

ایوان محمود سپورٹس کلب ربوہ کے دورِ جدید کا افتتاح یکم مارچ ۱۹۸۹ء کو مکرم سید خالد احمد صاحب شاہ مہتمم عمومی نے کیا۔

تلاوت کے بعد صدر کلب مکرم سلطان احمد بشر نے اس موقع پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹ جون ۱۹۸۸ء کو آتشزدگی کے سانحہ کے بعد آج پھر باقاعدہ طور پر کھیل شروع ہو رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ممبرشپ کیلئے قواعد مرتب کئے گئے جن کی منظوری صدر صاحب مجلس مرکزیہ نے دی۔ ممبرشپ کے لئے فارم طبع کروایا گیا۔ انتظامیہ کی طرف سے ممبرشپ دینے کے بعد ہر ممبر کو کارڈ ٹائپ کروا کے اور پلاسٹک کورنگ کروا کے دیئے جا رہے ہیں۔ اب تک ۷۰۰ ممبر بن چکے ہیں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد ؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد؛ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ - قیمت ایک روپیہ

۳۰ ہجرت ۱۳۶۸ ہش ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء

ہماری غلطیاں

اب تو خیر وہ بات نہیں۔ لیکن ایک وقت تھا کہ لندن سے چھپنے والا ہر اچھا اخبار فلیٹ سٹریٹ میں چھپتا تھا اور فلیٹ سٹریٹ ساری دنیا میں اس بات کے لئے مشہور تھی کہ لندن کے اخبار وہاں سے شائع ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بہت بڑے اخبار کے ایڈیٹر نے اداریہ لکھا۔ گھنٹی بجائی۔ مددگار کارکن آیا اور اداریہ کمپوز ہونے کے لئے اسے دے دیا۔ ابھی عنوان نہیں لکھا تھا عنوان کوئی ذہن میں ہی نہیں آرہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا۔ اس سوچ میں وہ سامنے پڑے کاغذ پر بار بار لکھ رہا تھا کہ عنوان ذہن میں نہیں آرہا۔ اتنے میں مددگار کارکن آیا اور کہا سر اداریہ کمپوز ہو گیا ہے عنوان دیجئے۔ اس نے بے دھیانے پن میں وہی کاغذ جس پر وہ لکھ رہا تھا کہ عنوان ذہن میں نہیں آرہا۔ دے دیا۔ اگلے روز دیکھا تو اداریہ پر یہی عنوان لگا ہوا تھا "عنوان ذہن میں نہیں آرہا"۔

ریڈرز ڈائجسٹ کے متعلق مشہور ہے کہ کبھی کوئی غلطی نہیں کرتا حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کو پڑھتے ہوئے غلطیوں کی نشان دہی کی عادت تھی آپ نے ریڈرز ڈائجسٹ والوں کو ان کی پروف ریڈنگ کی دو تین غلطیوں کی نشاندہی کی۔ ریڈرز ڈائجسٹ نے شکریہ کے طور پر عمر بھر کے لئے ریڈرز ڈائجسٹ حضرت چوہدری صاحب کے نام لگا دیا ہماری تو یہ شنید ہے لیکن بتایا ایک معتبر دوست نے ہے۔

انگلستان سے ہمیں ایک خط ملا کہ غانا احمدیہ سکول کے پرنسپل نے حضور انور کی خدمت میں ایک خط لکھا ہے الفضل میں شائع ہو سکتا ہو تو شائع کر دیجئے۔ اس خط میں اس بات کا بھی ذکر ملتا تھا کہ حضور انور نے سکول کو ایک تحفہ بھیجا تھا۔ خط ٹھیک ٹھاک چھپ گیا۔ یعنی جہاں تک اس کے متن کا تعلق ہے۔ ذیلی سرخی لگانے والے (وہ کوئی بھی ہو) نے سرخی یہ لگائی کہ پرنسپل کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ کا خط" حالانکہ سرخی یہ ہونی چاہیئے تھی "حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام پرنسپل کا خط" لیکن شائد وہ تحفے والی بات ذہن میں رہی اور احساس یہی رہا کہ یہ خط بھی حضور ہی کی طرف سے تھا۔ ہے نا غلطی اور بہت بڑی غلطی۔ اگرچہ خط کا سرنامہ بھی درست ہے اور خط کے نیچے نام بھی پرنسپل ہی کا ہے۔ ہم اس غلطی کے لئے معذرت خواہ۔ آپ ہماری غلطیوں سے ہمیں آگاہ کرتے رہیئے۔ یہ تو چونکہ بہت بڑی غلطی تھی، ہم نے خود ہی پکڑ لی ہے۔

مرے صدق و صفا کو اتنا استحکام دے مولیٰ
میں مر جاؤں تو مرنے کو بقا کا نام دے مولیٰ
زمین و آسماں تیرے زمان و لامکاں تیرے
مجھے اک گوشۂ امن و امال بے دام دے مولیٰ

—— ابوالاقبال

موہے کس کے سہارے چھوڑ پیا۔ تم جا کے بسے پردیس

سوؤں تو من میں بسو۔ جاگوں تو بھی پاس
من کو دھیرج تب ملے جب گھر میں کرلے باس

سپنے میں اکبار تو جب آ کے درس دکھائے
اکھیاں ترت میں میچ لوں کہیں پھر تو چلا نہ جائے

ندی کنارے بیٹھ کے اہو دن کروں پکار
یا تو آ کے درس دے یا مجھکو بھی لے جا پار

یہ جینا۔ جینا ہے بھلا؟ جب پیت بسے پردیس
کھانا پینا بسر گیا۔ نا من بھاوے کوئی بھیس

پتیاں دیکھ کے میت کی نینن نیر بہائیں
بن تیرے اب کون ہے؟ جو دھیرج ہیئے بندھائے

جب سے تم بچھوڑے ہو پر بھوجی۔ من موہے نہیں چین
جیوں مچھلی بن نیر کے تڑپت ہے دن رین

بنتی کر کر تھک گئی مانی نہ میری بات
یہی تیرا وہار ہے۔ نج سیوک کے ساتھ؟

جھوم جھوم اٹھے من جس دن سپنے میں تو آئے
ہے جگدیش! وہ دن کب آس جب میت مرا گھر آئے

سوجھ بوجھ نہ آوئی اب کس جا کروں پکار
نیا پڑی منجدھار میں۔ تو آ کے لگا دے پار

پتیاں لکھوں ہزار لکھ۔ من کو چین نہ آئے۔
من کو چین تو تب ملے جب اپنا آپ دکھائے۔

—— (عبدالواحد ودیارتھی)

تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جس کی سکونتِ ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ (حضرت اقدس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب ۔ قسط نمبر ۲ آخری ۔

عالمی عدالت انصاف میں پاکستان کی نمائندگی

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا تابناک دور

اب آئیے اس عظیم الشان اور عہد آفرین دور کی طرف جب عالمی عدالت انصاف نے احمدیت کے قابل فخر فرزند اور پاکستان کے بطلِ جلیل حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ذہانت اور خداداد قابلیت سے فیض پایا ۔ آپ نے وکالت سے لیکر عالمی عدالت کے صدر کی حیثیت تک اپنے پیشے کو جو عزت عطا کی اس پر ہر منصف مزاج شخص نے داد و تحسین کے پھول نچھاور کئے ۔ آج کا متعصب مؤرخ ظفر اللہ خان کی عظمت کو دھندلانے کی لاکھ کوشش کرے مگر امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس جلیل القدر انسان کے کارہائے نمایاں تاریخ کے سینے پر نقش ہو چکے ہیں ۔ وقت آنے والا ہے کہ جب ملکی اور بین الاقوامی تاریخ میں چوہدری صاحب کے کارنامے اپنا حقیقی مقام پائیں گے اور قانون اور سیاست کے طالب علموں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوں گے ۔

قائدِ اعظم کا ارشاد

بانیٔ پاکستان

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ چوہدری صاحب کے متعلق فرمایا کرتے تھے ۔

"ظفر اللہ خان کا دماغ خداوندِ کریم کا زبردست انعام ہے ظفر اللہ پاکستان کے ایک گوہرِ نایاب ہیں"

قیام پاکستان کے بعد قائدِ اعظم نے چوہدری صاحب کو وزارتِ خارجہ کا قلمدان سونپنے کی پیشکش کی ۔ اس پر آپ نے قائدِ اعظم کی خدمت میں عرض کیا ۔

"اگر آپکو میری قابلیت اور دیانت و امانت پر پورا اعتماد ہے تو میں وزارت کے علاوہ کسی اور صورت میں پاکستان کی خدمت کرنے کو تیار ہوں"

اس پر قائدِ اعظم نے یہ تاریخی جواب دیا ۔

"آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مجھ سے ایسے جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ عہدوں کے بھوکے نہیں"

آج چوہدری صاحب ہم میں موجود نہیں ۔ آپ کی ۹۳ سالہ زندگی پر نظر ڈال کر دیکھئے ۔ دنیا میں وہ کونسا بلند پایہ اور قابلِ احترام مقام ہے جو آپ کو عطا نہیں ہوا وہ کونسا عہدہ ہے جس پر آپ کے قدم نہیں پڑے مگر عجز و انکسار کے اس پیکر نے کبھی بھی ان عہدوں کو اپنے لئے قابلِ فخر نہ سمجھا ۔ ان عہدوں نے آپ کو نہیں بلکہ آپ کے وجود نے انہیں عظمت عطا کی ۔

مولانا ظفر علی خان کی گواہی

یہ ۱۹۲۷ء کی بات ہے ۔ ایک دریدہ دہن شخص راجپال نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بارہ میں ایک نہایت دل آزار رسالہ "رنگیلا رسول" کے نام سے شائع کیا ۔

ہندوستان کے طول و عرض میں اس پر شدید ردِ عمل ہوا ۔ معاملہ عدالت تک پہنچا ۔ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے قرار دیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین قانون کی زد میں نہیں آتی اور ساتھ ہی راجپال کو بری کر دیا ۔ اس اثناء میں لاہور کے انگریزی روزنامے "مسلم آؤٹ لک" نے اپنے اداریہ میں جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ پر شدید تنقید کی ۔ اس پر مالکانِ اخبار کے نام توہینِ عدالت کا نوٹس جاری ہوا ۔ ہندوستان کے نامور وکلاء کے ایک اجلاس میں چوہدری صاحب کو اس کیس کی پیروی کے لئے منتخب کیا گیا ۔ آپ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"آخر میں میں نے کہا اگر بایں ہمہ آپ قرار دیں کہ اداریہ زیرِ بحث سے جج متعلقہ کی توہین لازم آتی ہے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی سعی میں اگر ہائی کورٹ کے ایک جج کی توہین لازم ہو گئی تو یہ امر ناگزیر تھا جس کی پوری ذمہ داری مسئول علیہم تسلیم کرتے ہیں ۔ جب بحث ختم ہوئی تو مولانا ظفر علی خان صاحب سامعین کے حلقے سے کٹہرے کو ہٹا کر میری طرف لپکے اور ناچیز کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر بلند آواز سے فرمایا ۔

"آج تم نے ان لوگوں کا منہ کالا کر دیا ہے جو کہتے ہیں مسلمانوں میں قابل وکیل نہیں ملتا" ، فجزاہ اللہ"

مولانا ظفر علی خان کی احمدیت دشمنی سے ایک زمانہ واقف ہے ۔ ان کی زبان سے یہ حقیقت افروز کلمہ اور عقیدت کا یہ انداز حضرت چوہدری صاحب کی عظمت پر دال ہے ۔

باؤنڈری کمیشن کے روبرو

سید احمد سعید صاحب کرمانی سابق صدر بار ہائی کورٹ لاہور لکھتے ہیں

"چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو قائد اعظم نے باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے مقرر فرمایا ۔ میں ان دنوں نوجوان وکیل تھا اور خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹر کے ساتھ ان کے جونیئر کے طور پر وکالت کرتا تھا ۔ میں خلیفہ صاحب کے ساتھ سید مراتب علی شاہ صاحب کی کوٹھی واقعہ ڈیوس روڈ پر حاضر ہوا اس وقت میرا چوہدری صاحب سے باقاعدہ تعارف کروایا گیا ۔ چوہدری صاحب نے خلیفہ شجاع الدین صاحب سے مختصر سی گفتگو پنجابی زبان میں کی ۔ چوہدری صاحب کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی ۔ اس کے پیشِ نظر میرے ذہن نے نجانے کیسا خیالی پیکر تراشا ہوا تھا مگر چوہدری صاحب کو بے تکلفی سے پنجابی بولتے دیکھ کر میرا یہ خیالی تصور پاش پاش ہو گیا ۔ گھر آکر میں نے اپنی والدہ محترمہ سے جن کو ہم آپو جی کہا کرتے تھے کہا آپو جی ! قائداعظم نے نجانے کس آدمی کو اتنے اہم کیس کے لئے مقرر کر دیا ہے مجھے تو وہ جٹ بوٹ معلوم ہوتا ہے ۔ یہ اتنا بڑا مقدمہ ہے یہ شخص کیا بحث کرے گا ۔ مجھے آج شرم محسوس ہوتی ہے ۔ یہ بات کہتے ہوئے تاہم میں نے جب والدہ محترمہ کو یہ بتایا تو وہ بہت پریشان ہوئیں ۔ والدہ صاحبہ بڑی نمازی اور پرہیزگار خاتون تھیں ۔ اس پریشانی میں وہ مصلے پر جا بیٹھیں اور ساری رات اس کیس کے بارے میں دعا کرتی رہیں ۔ دوسرے دن کمیشن کے اجلاس میں شرکت کے لئے دوسرے وکلاء کے ساتھ ہم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ گئے ۔ وہاں جا کر چوہدری صاحب نے بحث کا آغاز کیا ۔ جب میں نے چوہدری صاحب کو بولتے سنا تو پتہ چلا کہ وہ کیا چیز ہیں ۔ انہوں نے سارے حاضرین کو مسحور کر کے رکھ دیا ۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وقت رک گیا ہے ۔ شاید وقت یہ عظیم تاریخی لمحات اپنے دامن میں سمونے کے لئے تھم ہی گیا تھا ۔ جب وقفہ ہوا تو میری حالت یہ تھی ۔ اور جذبات ایسے ہو گئے تھے کہ میں بار بار چوہدری صاحب کے ہاتھ چومتا تھا ۔ مختصر وقت میں وہ شخص میرے لئے عظمت اور ذہانت کا مینار بن گیا ۔ مجھے اپنے کل کے رویہ کس پر رہ رہ کر ندامت محسوس ہو رہی تھی چنانچہ جب شام چار بجے گھر واپس پہنچا تو میری والدہ محترمہ بے تابی سے میرا انتظار کر رہی تھیں ۔ انہوں نے فوراً پوچھا بتاؤ آج کیسی کارروائی رہی ۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا وہ شخص تو جادوگر ہے ۔ والدہ بولیں تم نے تو کل مجھے ڈرا دیا تھا ۔ میں بڑا شرمندہ ہوا بولا ۔ آپو جی نہیں نہیں وہ تو کوئی مافوق البشر شخص ہے ۔ میں حیران ہوں وہ کہاں کہاں سے الفاظ لاتا تھا ۔ کوئی خیالات تھے ، کوئی زبان تھی ، کوئی روانی اور الفاظ کی کوئی شوکت تھی ۔ کوئی ادائیگی تھی کوئی منطق کا زور تھا عرض کیا کیا تھا میں کیا بتاؤں"

("ماہنامہ انصار اللہ ۔ حضرت چوہدری صاحب نمبر")

ع لگتا تھا بولنے میں جو انسان کم سخن
جب بولنے پہ آیا زمانے پہ چھا گیا

فسادات ۱۹۵۳ء اور چوہدری صاحب سے استعفیٰ کا مطالبہ

۱۹۵۳ء میں "تحریکِ ختم نبوت" کی آڑ میں غنڈہ گردی ، آتشزنی اور لوٹ مار کے واقعات کے ذریعہ ملک کا امن و امان تہ و بالا کرنے کی منظم سازش کی گئی ۔ شورہ پشتوں اور بلوائیوں کی مدد سے مجلسِ احرار نے قیامِ پاکستان کا بدلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیئے کی تھانی۔ ٹارگٹ حسبِ معمول امن پسند، محبِ وطن اور کلمہ گو جماعت احمدیہ تھی۔ علاوہ بعض دوسرے مطالبات کے، ایک لغو اور بیہودہ مطالبہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے وزارتِ خارجہ سے استعفیٰ یا برطرفی کا تھا۔ بدقسمتی سے بعض سیاسی لیڈروں نے اپنی سیاسی دوکانداری چمکانے کی غرض سے اس مطالبہ کی حمایت میں سرگرمی دکھائی۔ ملک کے محبِ وطن حلقوں میں اسے پذیرائی نہ مل سکی اور آخر کار یہ تحریک دم توڑ گئی۔ مگر چوہدری صاحب نے جو بقول حضرت قائدِ اعظم "عہدوں کے بھوکے نہیں تھے" حکومت کو درپیش صورتِ حال کے پیشِ نظر ۱۹۵۴ء کے اوائل میں وزارتِ خارجہ سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

عجیب اتفاق ہے کہ ادھر پاکستان کے اس عظیم فرزند کو ملکی سیاست کے افق سے غائب کرنے کی مذموم سازش ہو رہی تھی تو دوسری طرف تقدیر اُسے بین الاقوامی مدبر، فلاسفر، سیاستدان اور قانون دان کے طور پر متعارف کروانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

ہوگا چیف جسٹس ظفر اللہ خاں نصر اللہ خاں کا بیٹا

تحدیثِ نعمت کے صفحہ ۷۳۰ سے ایک ایمان افروز اقتباس ملاحظہ ہو۔

"جب نئے جج اپنے فرائض سنبھال چکتے ہیں تو عدالت کا پہلا کام صدر کا انتخاب ہوتا ہے۔ صدارت کے عہدے کی مدت تین سال ہے۔ یہ انتخاب خفیہ رائے شماری کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں اس انتخاب کے لئے ۸ فروری کا دن تجویز ہوا۔ صدارت کے لئے دو اور ججوں کے ساتھ میرا نام بھی تجویز ہوا تھا۔ انتخاب کے لئے آٹھ آراء کی ضرورت تھی۔ انتخاب کی کارروائی دو دن ہوتی رہی۔ آخر کار مطلوبہ کثرت سے زائد آراء میرے حق میں پائی گئیں اور بفضل اللہ میں صدر منتخب ہوا۔ ۔ ۔ ۔ میں ایک ضعیف عاجز پر تقصیر انسان ہوں۔ اپنے اندر کوئی خوبی نہیں دیکھتا۔ میرے دوسرے دونوں رفیق جن کے اسمائے گرامی انتخاب کی کارروائی میں سامنے آتے رہے کئی اعتبار سے مجھ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مصلحتوں کو خود ہی جانتا ہے۔ کوئی اور ان کا احاطہ نہیں کر سکتا وہ فضل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اگر اس کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو کوئی کوشش، کوئی تدبیر، کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ ۔ ۔ ۔ اس انتخاب سے ۳۶ سال قبل میری والدہ صاحبہ نے ایک مبشر خواب دیکھا تھا جو ان کی وفات کے ۳۲ سال بعد اس انتخاب سے پورا ہوا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس رات انہوں نے خواب دیکھا اسی صبح کو مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے سیالکوٹ کے مکان کے فلاں کمرے میں ہوں۔ اس کمرے کی کھڑکی کے باہر ایک نہایت دل لبھا دینے والا کرۂ نور آہستہ آہستہ کھڑکی کی ایک جانب سے دوسری جانب حرکت کر رہا ہے جب کھڑکی کے عین وسط میں پہنچا تو ایک پرشوکت آواز آئی۔

"ہوگا چیف جسٹس ظفر اللہ خاں نصر اللہ خاں کا بیٹا"

اور خفیف سے وقفے کے بعد پھر اسی طرح یہ الفاظ دہرائے گئے

"ہوگا چیف جسٹس ظفر اللہ خاں نصر اللہ خاں کا بیٹا"۔ ۔ ۔ ۔ اب جو غور کرتا ہوں تو میرا عدالت کی صدارت پر فائز ہونا ضرور ایک اچنبھا ہے اور اس بشارت کو پورا کرنے والی ہے جو انتخاب سے ۳۶ سال پہلے میری والدہ صاحبہ کو دی گئی تھی۔ ۔ ۔ ۔ اور الفاظ کی ابتداء ہی میں لفظ "ہوگا" ظاہر کرتا ہے کہ حالات خواہ موافق نظر آئیں یا نہ یہ ہمارا فیصلہ ہے اور ہو کر رہے گا۔"

۱۹۷۳ء کے انتخاب سے معذوری

چوہدری صاحب کی ججی کی میعاد ۱۹۷۲ء میں ختم ہو رہی تھی۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے نئے انتخاب کے لئے پھر چوہدری صاحب کو نامزد کیا گیا۔ اس اثناء میں آپ نے ایک نہایت مبشر رؤیا دیکھا جس کی تفہیم بھی آپ کو سمجھائی گئی کہ اب آپ اپنے آپ کو کلی طور پر دینِ حق کی خدمت کے لئے وقف کر دیں چنانچہ آپ نے حکومتِ پاکستان کو کہہ دیا کہ میرا نام واپس لے لیا جائے اس طرح ۱۹۷۳ء میں آپ عدالت کے صدر کی حیثیت میں ریٹائر ہو گئے۔

اہم مقدمات

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا دورِ انصاف کے بہترین تقاضوں کو پورا کرنے والا تھا۔ بجا طور پر اسے عالمی عدالت انصاف میں امامت کا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس دوران جو اہم نوعیت کے بین الاقوامی مقدمات آپ کے زیرِ سماعت آئے اور ان پر جو تاریخی فیصلے آپ نے دیئے قانون کے طالب علموں کے لئے ان کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ ان کی تفصیل "تحدیثِ نعمت" میں موجود ہے۔

حضرت مصلح موعود کا تاریخی ارشاد

باوجود دنیا کے عظیم ترین منصب پر فائز ہونے کے آپ عجز و انکسار کا مجسمہ تھے اور خلافت کے ساتھ عشق، فدائیت اور اطاعت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کی اس جانثاری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تاریخی الفاظ کہے تھے۔

"اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو بغیر معاوضہ کے نہیں چھوڑے گا اور ان کی محبت کو قبول کرے گا اور اس دنیا اور اگلی دنیا میں اس کا ایسا معاوضہ دے گا کہ پچھلے ہزار سال کے بڑے آدمی اس پر رشک کریں گے۔"

عظیم مدبر اور قانون دان

اب آخر پر روزنامہ "مشرق" کا وہ اداریہ پیش کر کے میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو اخبار نے ۳ ستمبر ۱۹۸۵ء کو چوہدری صاحب کی وفات پر سپردِ قلم کیا تھا۔

اخبار لکھتا ہے۔

"چوہدری ظفر اللہ خان کی عظیم شخصیت تاریخ کے طویل عہد پر محیط رہی ہے۔ بالخصوص انہوں نے پاکستان کے پہلے وزیرِ خارجہ، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر اور عالمی عدالت انصاف کے جج کی حیثیت سے جو کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا ناقابلِ فراموش حصہ ہے۔ انہوں نے اپنی دانش و فراست کے بل پر عظیم کارنامے سرانجام دیئے اور انہی کی بدولت انہیں بار بار ملکی اور عالمی سطح پر بلند ترین مناصب ملتے رہے۔

ظفر اللہ خاں کو ملکی، عالمی اور قانونی امور پر بلا کی دسترس تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ بیک وقت ایک عظیم مدبر، مقرر اور قانون دان تھے۔ ان کا حافظہ بلا کا تھا اور استدلال مثالی نوعیت کا ہوتا تھا۔ عقائد کے اختلاف کے قطع نظر وہ بلاشبہ پاکستان کے عظیم شہری تھے اور تاریخ کے ایوانوں میں انہیں ایک بلند مقام حاصل رہے گا۔"

؎ کچھ ایسے بھی اٹھ جائینگے اس بزم سے جنکو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

عالمی عدالت انصاف کے لئے نامزدگی اور کامیابی

سر بی این راؤ جو کلکتہ ہائی کورٹ کے جج رہ چکے تھے اور کچھ عرصہ کے لئے کشمیر کے لئے وزیرِ اعظم بھی رہے تھے اکتوبر ۱۹۵۱ء میں بین الاقوامی عدالت کی ایشیائی سیٹ کے لئے جج منتخب ہوئے مگر قضائے الٰہی سے نومبر ۱۹۵۳ء میں وفات پا گئے۔ ان کی میعاد ۵ فروری ۱۹۶۱ء کو ختم ہونی تھی۔ عدالت کی اس خالی نشست کے لئے مختلف ممالک کی جانب سے جو نام تجویز کئے گئے ان میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا نام بھی شامل تھا۔ جب کہ بھارت نے سر بی این راؤ کی جگہ مسٹر جسٹس پال کو نامزد کیا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ "تحدیثِ نعمت" میں فرماتے ہیں:۔

"۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو بین الاقوامی عدالت کی ججی کا انتخاب عمل میں آیا۔ قواعد کے مطابق کامیابی کے لئے مجلس امن کی چھ آراء اور اسمبلی کی ۳۳۔ آراء درکار تھیں۔ مجلس امن کے اراکین میں سے جن میں چھ ممالک نے شروع جون تک ہندوستان سے کوئی وعدہ نہ کیا تھا ان میں سے پانچ نے ہمارے حق میں رائے دینے کا وعدہ کر لیا۔ چھٹے رکن برازیل کو آخر تک تامل رہا۔ ان کی رائے تھی کہ اگر کوئی نشست کسی جج کی فوتیدگی سے خالی ہو تو اسی فوت شدہ جج کے ملک کے امیدوار سے پُر کرنا چاہیئے۔ اور اس مؤقف کے ماتحت انہوں نے اپنی رائے مسٹر جسٹس پال کے حق میں دی۔ میں نے اپنے سب سفارتخانوں کو ہدایت دی تھی کہ جس حکومت کی طرف سے ہندوستانی امیدوار کو رائے دینے کا وعدہ ہو چکا ہو اسے ہرگز خلاف وعدہ رائے دینے کی ترغیب نہ دی جائے۔ ترکی کے ساتھ ہمارے تعلقات بہت دوستانہ تھے۔ اقوام متحدہ میں ان کے مستقل نمائندے سلیم سارپر صاحب تھے۔ ان کے اور میرے درمیان نہایت گہرے اور دوستانہ روابط تھے۔ ترکی مجلس امن کا رکن تھا اور ان چھ ملکوں میں شامل تھا جو شروع جون تک ہندوستانی امیدوار کے حق میں رائے دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔ اس لئے ہماری طرف سے اس بارہ میں ترکی سے کچھ نہ کہا گیا۔ جب سلیم سارپر صاحب کو میری نامزدگی کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی وزارت خارجہ کو لکھا کہ جب ہم نے مسٹر جسٹس پال کے حق میں رائے دینے کا وعدہ کیا تھا اس وقت ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ کوئی اور امیدوار ان کے مقابل پر کھڑا ہوگا۔ اب ظفر اللہ خان کو اس نشست کے لئے ان کے مقابل نامزد کیا گیا ہے۔ جہاں تک موزونیت کا سوال ہے ظفر اللہ خان ہر لحاظ سے ترجیح کا مستحق ہے۔ ۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم حکومتِ ہند سے کہہ دیں کہ پیش آمدہ صورت میں ہم ظفر اللہ خان کے حق میں رائے دیں گے۔ چنانچہ ترکی حکومت نے یہی فیصلہ کیا اور انتخاب سے خاصہ عرصہ پیشتر انہوں نے اپنے فیصلے کی اطلاع حکومتِ ہند کو کر دی۔ اس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بفضل اللہ ہمیں مجلس امن میں کثرتِ رائے حاصل ہو گئی اسمبلی کے اجلاس میں رائے شماری ہونے پر میرے حق میں ۳۳، اور مسٹر پال کے حق میں ۲۹، آراء شمار ہوئیں۔ اور اس طرح میں منتخب ہو گیا۔ (صد ۶۲۳-۶۲۲)

خراجِ عقیدت

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کے عالمی عدالت کے جج منتخب ہونے پر محبِ وطن حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور تمام حلقوں کی طرف سے آپ کی قانون دانی، تدبر اور خدماتِ جلیلہ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ معاندین احمدیت کے احراری ٹولے کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا، وگرنہ وہ کبھی ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ سے علیحدگی کا لغو مطالبہ کرتے۔ مگر درحقیقت انہیں تو اس مملکت خداداد پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح کی ذات سے دشمنی تھی۔ اور ظفر اللہ خان تو مملکت عزیز کے جاں نثاروں میں سے تھے۔ پھر بھلا ان کا وجود بدقسمتوں کو کیسے گوارا ہوتا۔ چوہدری صاحب کی اس عظیم کامیابی پر جن جذبات کا اظہار محبِ وطن حلقوں کی طرف سے ہوا ثبوت کے طور پر طوالت کے خطرے کے پیشِ نظر صرف دو تبصرے پیشِ خدمت ہیں۔

اخبار "مسلمان" (کراچی) نے ۹۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو لکھا:۔

"جہاں اس انتخاب پر ہمیں خوشی ہے وہیں اس بات کا افسوس بھی ہے کہ پاکستان ایک بہترین سیاستدان اور بین الاقوامی عظیم شخصیت کے تدبر اور اس کی خدمات جلیلہ سے محروم ہو رہا ہے۔ . . . . . اس حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیئے کہ ایک تجربہ کار عملی سیاست دان کی حیثیت سے چوہدری ظفر اللہ خان نے قابلِ لحاظ کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ بالخصوص پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے اقوام متحدہ کے ایوان میں کشمیر اور فلسطین کے متعلقہ کیس میں چوہدری صاحب نے جو غیر معمولی ذہانت، خداداد صلاحیت اور زورِ خطابت دکھایا ہے وہ اقوام متحدہ کی تاریخ میں ناقابلِ فراموش باب ہے"

پاکستان مسلم لیگ کے سرکاری ترجمان اخبار "پاکستان سٹینڈرڈ" نے لکھا:۔

"ہیگ کی بین الاقوامی عدالت میں جج کے عہدے کیلئے چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا منتخب ہو جانا کوئی ایسی خوش آئند خبر نہیں ہے یہ بات کہ پاکستان نے ایک نہایت مرصع عہدہ ہندوستان کے مقابلہ میں جیت لیا ہے ہمارے لئے خوشی منانے کی کافی وجہ قرار نہیں دی جا سکتی۔ پاکستان کو ایسے موقع پر چوہدری ظفر اللہ خان کے جانے سے جو نقصان ہوا ہے بعض مفاد پرست حلقوں کے نزدیک باعث مسرت ہو سکتا ہے لیکن پورے ملک اور تمام اسلامی دنیا میں اسے شدت سے محسوس کیا جائے گا۔ . . . . . آپ کے بعد یقیناً کوئی قابل شخص ہی اس عہدے پر مقرر کیا جائے گا۔ مگر ان کا بدل ایک طویل عرصہ تک میسر نہیں آ سکے گا۔ اور یقیناً اس وقت تک آپ کے بدل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک کوئی ایسا شخص آگے نہ آئے جو ان کی طرح ہی بیک وقت ایک بڑا سیاستدان، نامور وکیل، عظیم الشان ذہن کا مالک نیز اخلاق کے اعلیٰ اصولوں اور روحانی طاقت اور سیاسی بصیرت کا حامل ہو۔ آج جبکہ ہم آپ کی خوش قسمتی کے لئے دعاگو ہیں یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آج کا دن پاکستان کے لیئے ایک غمناک دن ہے"

(اداریہ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

انتخاب بطور نائب صدر بین الاقوامی عدالت

۱۹۵۸ء کے انتخابات میں عدالت کے ۱۵ جج صاحبان نے ناروے کے جج مسٹر کلاسٹیڈ کو صدر عدالت اور چوہدری صاحب کو تین سال کے لئے نائب صدر منتخب کیا۔

۱۹۶۰ء میں ہونیوالے انتخاب میں ناکامی

۱۹۶۱ء میں عدالتِ عالیہ کے پانچ جج صاحبان ریٹائر ہونے والے تھے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا نام بھی ان میں شامل تھا۔ دوبارہ انتخاب کے لئے پیش کئے گئے ناموں میں آپ کو بھی نئے انتخاب کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ یہ انتخاب ۱۹۶۰ء کے جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس میں ہوئے مشیت ایزدی سے جن پانچ ججوں کے نام دوبارہ انتخاب کے لئے پیش تھے ان میں سے کوئی بھی منتخب نہ ہوا۔ حضرت چوہدری صاحب نے اس سلسلہ میں ہیگ کی ایک نہایت مخلص احمدی خاتون والٹر سے دعا کی درخواست کی ہوئی تھی انہیں جب آپ کے منتخب نہ ہونیکی اطلاع ملی تو کہنے لگیں کہ میری طبیعت میں بڑے زور سے یہ خیال آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی اور اہم خدمت لینا چاہتا ہے۔

عالمی عدالت کی رکنیت کے لیئے دوبارہ انتخاب

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ عالمی عدالتِ انصاف کے لئے ہر تین سال کے بعد پانچ ججوں کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔ پچھلا انتخاب ۱۹۶۰ء میں ہوا تھا۔ چنانچہ ۱۹۶۳ء کے انتخاب کے لئے ایک مرتبہ پھر چوہدری صاحب کا نام پیش ہوا۔ ایشیائی ممالک کی اس سیٹ کے لئے آپ کا مقابلہ لبنانی امیدوار سے تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آپ کامیاب ہو گئے۔ چوہدری صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت عدالت کے اراکین میں سے کئی دوبارہ منتخب شدہ اور دو سہ بارہ منتخب شدہ تھے۔ لیکن ان کے انتخابات بلا فصل ہوئے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک رکن اپنی میعاد ختم کر کے عدالت سے علیحدہ ہو چکا ہو اور وہ علیحدگی کے بعد وقفہ سے پھر منتخب کر لیا جائے یہ صورت اس وقت صرف آپ کے متعلق ہی پیدا ہوئی۔

غزل

دنیا میں کون شخص ہے جس کا خدا نہیں
دنیا میں کوئی شخص بھی بے آسرا نہیں

ممکن نہیں تھا اس میں سجاتی میں مورتیں
"دل تو خدا کا گھر ہے کوئی بت کدہ نہیں"

جب سے خفا ہیں وہ ہے خفا ساری کائنات
مدت ہوئی کہ زیست میں کوئی مزا نہیں

تھک تھک گئی ہوں جھیل کے غمہائے روزگار
دل کی پکار پھر بھی ہے میں غمزدہ نہیں

زادِ سفر وفا ہے فقط راہِ عشق میں
کافی اسے ہم سفر یہاں ناز و ادا نہیں

مژگاں اٹھا کے اس نے مجھے عزمِ نو دیا
سب جھوٹ ہے کہ یار میں خوئے عطا نہیں

جس پر نگاہ اس نے کی وہ مست ہو گیا
پھر کیا ہے اس کی آنکھ اگر میکدہ نہیں

موسم بدلتے دیکھ کے یہ آگیا یقیں!
حالات جو بھی ہوں انہیں رہنا سدا نہیں

آمد ہے انقلاب کی دبائے حزیں
کس کوچے کس دیار میں شورش بپا نہیں

بشریٰ ربانی ایم اے۔ لاہور

الیکٹرونکس کورسز اور صنعتی نمائش

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے شعبہ صنعت و تجارت کے تحت جولائی میں الیکٹرونکس کے مندرجہ ذیل کورسز کروائے جا رہے ہیں۔ (اگر اللہ نے چاہا)

1- BASIC ELECTRONICS COURSE
2- COMMUNICATION ELECTRONICS COURSE
3- MICRO ELECTRONICS COURSE
4- MICROPROCESSOR COURSE

خواہشمند حضرات دفتر مقامی میں آکر رجسٹریشن کروالیں۔

۳۱ جولائی کو الیکٹرک اور الیکٹرونکس پراجیکٹس کی نمائش ہوگی۔ اول دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات دیئے جائیں گے اور تمام شامل ہونے والوں کو سندات دی جائیں گی"

(ناظم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ مقامی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ الباری ناصر

اصلاح معاشرہ

خریداری کا فن

خریداری کرنا ایک فن ہے اگرچہ اس فن کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے تاہم ایسے لوگ بھی جن کی نظر سے ایسی کوئی تحریر نہیں گذری ہوتی اس فن کے ماہر ہو سکتے ہیں کیونکہ مہارت کا تعلق مطالعہ سے زیادہ تجربہ سے ہے خواتین کے حصے میں ایسے مواقع زیادہ آتے ہیں کہ وہ گھریلو سامان راشن، لباس، سجاوٹ اور اس سے متعلق سامان کی خریداری کرتی ہیں۔ اور بعض تو یہ کام بطور (پارٹ ٹائم) مشغلہ کے کرتی ہیں اپنی خریداری بھاؤ تاؤ کراتے دکاندار کو جل دے کر بہترین سامان کم داموں کے قصے نوک زبان رہتے ہیں اور اپنے حلقۂ احباب میں خود کو خریداری کی مملکت کی بے تاج ملکہ ثابت کرنے میں ہر دم کوشاں رہتی ہیں۔ سالوں پہلے کی خریدی ہوئی اشیاء کی قیمتیں ازبر رہتی ہیں ہمسائی پڑوسن کو مفت مشوروں سے نوازنا اور اپنے تجربات سے مطلع رکھنا بہت پسندیدہ کام ہوتا ہے۔ اشتہارات سے متاثر ہوتی ہیں۔ اور مارکیٹ میں نئی آنے والی اشیاء کی خریداری کا پہلیوں میں ذکر کر کے اترانا بھی مرغوب موضوع گفتگو ہوتا ہے۔ تاہم یہ عام مشاہدہ کی باتیں ہیں کوئی بھی بالعموم دیکھی گئی بات قاعدہ کلیہ نہیں بن جاتی پچھلے دنوں عید کی تیاری میں بازار جانے کا اتفاق زیادہ مرتبہ ہوا دلچسپ انداز خریداری ملاحظہ کیجئے

کپڑے کی ایک دکان پر ایک جوڑا خریداری کے لئے آیا خاتون نے اپنا پرس اور شاپنگ بیگ شوہر کو تھمایا اور خریدار عورتوں کے ہجوم میں درآنہ گھس گئیں پانچ سات کپڑوں کے بھاؤ پوچھے جن میں وہ کپڑا بھی تھا جو ان کی نگاہِ انتخاب پر پورا اترا تھا مناسب دام کروائے کپڑا خریدا۔ شوہر کو کہا کہ رقم ادا کر دیں کپڑا بیگ میں ڈال کر شوہر کو تھمایا اور چل دیں۔

ایک دوسرا جوڑا آیا۔ جھجکی ہوئی سی خاتون بے حد جارحانہ انداز میں خاتون کو آنکھوں سے ڈانٹتا ہوا سا شوہر "کون سا کپڑا لینا ہے" گونجتی ہوئی تحکمانہ آواز کا جواب کانپتا سا ملا "پرنٹڈ لان"

کیا کرو گی پرنٹڈ لان لے کر وہ تو پہلے ہی بہت ہیں اب پلین لے لو۔ پلین ہی لے دیں۔

دوکاندار نے پلین کے رنگ دکھانے شروع کئے تو وہ گلے میں گھٹتی ہوئی آواز آئی۔

"اس کپڑے کے دام تو پوچھیں"

"یہ تمہارے باپ کا زمانہ نہیں ہے یہاں ہر چیز فکس پرائس پر ہوتی ہے۔ تم رنگ بتاؤ"

"یہ ٹھیک ہے"

"اونہہ یہ سب سے خراب رنگ ہے یہ لے لو کتنا لگے گا تمہارے سوٹ میں"

ساڑھے چار میٹر

چار میٹر پھاڑ دو کافی ہے۔

دوکاندار نے مرضی کے دام وصول کر کے چار میٹر کپڑا پھاڑ دیا۔

ایک سہمی ہوئی عورت پر مزید رعب ڈالنے کی احمقانہ کوشش میں مرد نے کافی نقصان اٹھا لیا۔

آرٹیفشل جیولری کی دکان چمک دمک سے نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی یہاں سے آگے بڑھ جانا خواتین اور خاص طور پر نوعمر بچیوں کی ماں کے لئے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ میری لسٹ میں بھی انگوری رنگ کے لمبے لمبے بندے لکھے ہوئے تھے پسند کرنے کی ایک عورت کی انتہائی گھگھیائی ہوئی آواز نے متوجہ کیا۔

"بھائی جو ہوئے دے دو نا۔ میرے پاس اتنے ہی پیسے ہیں عید پر بہنوں کو دیتے ہیں یا لیتے ہیں"

"تم بھائی کہو گی تو نہیں دوں گا"

اچھا تم جو رشتہ چاہو جوڑ لو مگر دام کم کر دو۔

چہرے پر سوال کرنے سے عجیب فقیرانہ رنگ بکھرے ہوئے سوال کرنے کا ملتجیانہ انداز دکاندار کی بدتمیز نظریں بڑا کریہہ منظر تھا۔

انگوری رنگ کے لمبے لمبے بندے ٹھکے چھوڑ کر میں آگے بڑھ آئی۔ دام دے کر چیز لینے کے ایک باوقار کام کو اس عورت نے کس قدر کریہہ المنظر بنا دیا تھا۔

خواتین اپنا وقار خود بناتی ہیں۔ مردوں سے توقعات رکھنے سے پہلے اپنے طرز عمل پر غور کریں۔ غیر مردوں کے سامنے لجانا شرمانا گھگھیانہ بدنما عمل ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم پردہ کرتے ہیں۔ پردہ عزت و وقار کا احساس دلاتا ہے۔ برقع پہننا آج کل کے زمانہ میں پسماندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مگر برقع عزت نفس پیدا کرتا ہے۔ خریداری کرنے میں بھی دوکاندار سے مناسب پردہ کے ساتھ ضرورت کی چیز خریدیئے بدقسمتی سے بارگیننگ یا بھاؤ کروانا ہماری خریداری کا لازمی حصہ ہے۔ ایسی دکانیں یا شاپنگ سنٹرز پر جائیے جہاں متعین قیمتوں کی گارنٹی ہو۔ صرف وہ اشیاء خریدیں جن کی اشد ضرورت ہو ظاہری چمک دمک یا اشتہاری خصوصیات سے متاثر ہوئے بغیر پائیداری پر نظر رکھیے کیونکہ بڑی محنت سے کمائے ہوئے پیسے کا بدل بھی اچھا ہونا چاہیئے۔

باوقار انداز میں واضح طور پر مناسب آواز میں مطلوبہ سامان طلب کریں۔ اپنی سمجھ کے مطابق سامان کی قیمت متعین کر کے دکاندار سے مطالبہ کریں کہ یہ دام مناسب ہیں اگر آپ کو مطلوبہ قیمت پر چیز مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ دوکان پر آہ وزاری کرنے کی بجائے کسی ایسی دوکان سے سامان لیں جہاں آپ کو مناسب قیمت پر مل جائے۔ دو تین دوکانوں سے معلوم کرنے سے پتہ لگ جاتا ہے کہ کون کتنے فیصد نفع بناتا ہے اپنے شہر کی ایسی دوکانوں سے واقف ہونے کی کوشش کریں جو مناسب دام پر سامان دیتے ہوں اور دوکاندار شریف ہوں۔ اپنی نوعمر بچیوں کو اکیلے بازار کبھی نہ بھیجیں خواہ دوکاندار کتنا ہی واقف کیوں نہ ہو۔ کسی کی شرافت یا دیانت آزمانے سے پہلے خود اپنی حفاظت کے سامان کریں۔

دوکاندار کو صرف اپنے پیسے سے کام ہوتا ہے۔ وہ دن میں سینکڑوں گاہکوں کو نپٹاتا ہے۔ اس پر اپنی رشتہ داری، دکان پر بار بار آنے کسی سہیلی کے بھائی بہنوئی ہونے گلی محلہ میں رہنے وغیرہ کسی قسم کی کوئی بات متاثر نہیں کرتی ڈیڑھ سو کی چیز آپ پچھتر روپے میں کروا کر لائی ہیں جب بھی دوکاندار نے اس میں سے اتنا ضرور کما لیا ہے کہ جو اس کی لاگت سے تقریباً دوگنا ہو ہر دوکاندار خود کو انتہائی شریف قول کا پکا لین دین کا کھرا اور اپنے مال کو بہترین ثابت کرنے کا فن جانتا ہے۔ اس کی باتیں ہماری آنکھوں پر پردہ نہ ڈالیں خود اپنی آنکھوں پر بھروسہ کریں اور اپنی جیب سے انصاف کریں۔ ہمارا روپیہ بڑا قیمتی ہے۔ بچت کیجئے تاکہ چندوں کی ادائیگی میں سستی نہ ہو۔

بقیہ ۔ ۔ ۔ ۔ تقریب افتتاح

خصوصی شفقت فرماتے ہوئے کلب کو ٹیبل ٹینس کی تین میزیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک ملکی مقابلہ جات میں استعمال ہونے والی میز ہے۔

اس موقع پر سابق صدر کلب فدا حسین وڑائچ صاحب (جو ایک سال کلب کے صدر رہے) کو الوداع بھی کہا گیا۔ رپورٹ کے بعد سابق صدر فدا حسین صاحب نے کھلاڑیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ سپورٹس کلب کے ممبران کو ربوہ میں نمایاں طور پر کوئی خدمت سرانجام دینی چاہیئے مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے اس امر کو واضح کیا کہ یہ ہال کھلاڑیوں کا اپنا ہے۔ اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ خصوصاً اب جبکہ تعمیر نو پر بہت سا خرچ اٹھ چکا ہے۔ انہوں نے انتظامیہ کے ساتھ تعاون پر زور دیا۔ انہوں نے کہا آپ کو یہ چیز یاد رکھنی چاہیئے کہ آپ صرف کھلاڑی نہیں بلکہ احمدی کھلاڑی ہیں۔ اور احمدی کھلاڑی اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اعلیٰ اخلاق جب تک آپ میں پیدا نہ ہوں آپ احمدیت کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ اپنے آپ کو دوسرے کھلاڑیوں سے تمیز کرنے کیلئے اعلیٰ اخلاق کی تعمیر کریں۔ دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(سید قمر سلیمان احمد۔ مہتمم صحت جسمانی)

(دعا) موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ (پیکر سیالکوٹ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد صدیق شاہد گورداسپوری

ایک احمدی کی اخوت و محبت کا یادگاری واقعہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی جماعت قائم کر دی ہے جس کے ہر فرد کا دل ایک دوسرے کیلئے اخوت و محبت کے جذبات سے لبریز ہے۔ وہ ایک دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنے والے ہیں۔ ان کے اندر ایک دوسرے کے لیئے ایثار و قربانی کا جذبہ ایک واضح حقیقت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ ایک احمدی دنیا کے جس ملک میں بھی چلا جائے جس شہر یا بستی میں بھی اس کا گزر ہو اگر وہاں کوئی احمدی موجود ہے تو وہ اس ملک اس شہر یا بستی میں اپنے آپ کو غریب الدیار نہیں پاتا۔ احمدیت کا رشتہ جو درحقیقت دین کا رشتہ ہے اس کے لیئے تمام دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

ذیل میں اسی قسم کے ایک واقع کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جو ایک احمدی کے جذبات اخوت و محبت کی صحیح رنگ میں عکاسی کرتا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں ابھی قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی چوتھی کلاس کا طالب علم تھا۔ یعنی ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ جب موسم سرما کی رخصتوں کے لئے بند ہوا تو خاکسار اور میرے ایک کلاس فیلو محترم منظور احمد صاحب سیالکوٹی۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ان دنوں قادیان میں درویشی کی زندگی گزار رہے ہیں نے پندرہ یوم اصلاح و ارشاد کے کام کے لئے وقف کئے اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے جو ان دنوں ناظر اصلاح و ارشاد تھے ہمیں گورداسپور اور اس کی گرد و نواح کی جماعتوں میں یہ ایام گزارنے کا ارشاد فرمایا انہیں دنوں محترم مولوی خلیل احمد صاحب حال دوکاندار گول بازار ربوہ نے بھی (جو بعد میں خاکسار کے خسر بنے) پندرہ یوم اصلاح و ارشاد کے لئے وقف کئے ہوئے تھے۔ ان کو بھی حضرت چوہدری صاحب نے ہمارے ساتھ شامل کر دیا چنانچہ ہم نے وہ ایام گورداسپور اور دوسری جماعتوں میں گزارے اور ان میں تعلیم و تربیت اور اصلاح و ارشاد کا کام حتی المقدور سرانجام دیا۔ اس دوران عجیب و غریب تجربات حاصل ہوئے۔ گالیاں سنیں پتھر کھائے اور ہر قسم کی مخالفت سے لطف اندوز ہونے کے علاوہ احمدی احباب کا اخوت و محبت ان کے اخلاص اور ایثار و قربانی کے نظارے بھی سامنے آئے۔

اس سفر کے دوران جب ہم "سرنا" پہنچے تو ہمیں کسی احمدی گھرانے کا علم نہیں تھا جب ہمیں پھرتے پھراتے کھانے کی احتیاج ہوئی تو کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں ہم کھانا کھاتے لہذا ہم نے ایک دوکان سے آٹا خریدا اور خود روٹی پکانے کا ارادہ کیا۔ مگر روٹی پکانے کیلئے بھی کوئی جگہ میسر نہ آئی آخر ہم نے ایک دوست سے دریافت کیا کہ وہاں کوئی احمدی گھرانہ ہے۔ اس نے ہمیں ایک احمدی کے گھر کا پتہ بتایا۔ چنانچہ ہم اس کے بتائے ہوئے پتہ پہ پہنچے وہ مکان اتفاقاً جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر کے عین سامنے تھا۔ ہم نے دروازہ پہ دستک دی۔ اندر سے ایک دوست تشریف لائے سلام و کلام کے بعد ہم نے ان سے کہا کہ ہم مسافر ہیں۔ آٹا ہمارے پاس ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں روٹی پکوا دیں وہ کہنے لگے کہ افسوس ہے کہ اس وقت میری بیوی سخت بیمار ہیں۔ لہذا میرے لئے سخت مشکل ہے کہ آپ کی مدد کر سکوں۔ ہم نے ان کی بیوی کی بیماری کا سن انہیں مزید کچھ کہنے کی جرأت نہ کی اور انکی بیوی کی شفایابی کیلئے دعا کرتے ہوئے اور بغیر شفایابی کے لئے دعا کرتے ہوئے اور بغیر یہ بتائے کہ ہم کہاں سے آئے ہیں اور کون ہیں واپس لوٹ آئے۔ ابھی ہم چند قدم ہی چلے تھے کہ پیچھے سے انہوں نے آواز دی کہ بات سن جائیں جب ہم واپس گئے تو کہنے لگے آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ آپ احمدی ہیں۔ ہم نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم احمدی ہیں اور قادیان سے آئے ہیں۔ اصلاح و ارشاد کا کام کر رہے ہیں۔

یہ سنتے ہی ہم سے بغل گیر ہو گئے خوشی سے ان کا چہرہ چمک اٹھا۔ اور کہنے لگے اندر تشریف لائیں آپ تو ہمارے احمدی بھائی ہیں پھر قادیان کی مقدس بستی سے آنے والے مہمان تو میرے لئے اور بھی عزو شرف کا موجب ہیں۔ اندر لے جا کر ہمیں چارپائی پر بٹھایا پانی وغیرہ پلایا اور کہنے لگے اس میں کوئی شک نہیں کہ میری بیوی اس وقت بیمار ہے۔ وہ کوئی کام نہیں کر سکتی مگر آپ تشریف رکھیں میں خود آپ کے لیئے جو میسر ہو تیار کر کے لاتا ہوں چنانچہ انہوں نے کھانا تیار کیا اور ہمارے سامنے لا رکھا ہم نے سیر ہو کر کھایا ان کی بیوی کی جلد صحت و سلامتی کی دعا کی اور مرکز سلسلہ کے بارے میں بھی کافی دیر تک ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ پھر ان سے رخصت ہو کر ہم پٹھانکوٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اب وہ دوست کہاں ہیں کس حال میں ہیں؟ بہر حال جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور ایمان میں برکت ڈالے ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے احمدیت کی برکتوں اور فضلوں سے نوازتے ہوئے بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق دے۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

میری نانی اماں نواب بیگم صاحبہ اہلیہ امام الدین صاحب تسکین (والدہ صالح محمد صاحب سابق محافظ خاص) مورخہ ۲۶ مئی بروز جمعہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ موصوفہ نہایت ہی دعا گو۔ تہجد گزار۔ صوم صلوٰۃ کی پابند بزرگ خاتون تھیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور جنت میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

(امتہ الباسط اہلیہ چوہدری طفیل احمد باجوہ محلہ دارالنصر وسطی ربوہ)

خاکسار کی والدہ محترمہ مقبول بی بی صاحبہ اہلیہ جناب عبدالرشید صاحب غوری آف گوکھووال چک ۱۲۱ ج ب مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۸۹ء کو نیشنل ہسپتال فیصل آباد میں بعمر ۷۰ سال صبح چھ بجے ہم سب کو اداس اور غمگین چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلی گئیں۔

احباب جماعت سے موصوفہ کی بلندیٔ درجات کیلئے درخواستِ دعا ہے۔

ناصر رشید فاروقی

۱۹/۲۱، دارالرحمت شرقی الف ربوہ

گمشدہ بٹوہ

خاکسار کا بٹوہ جس میں پانچ صد روپے کے قریب نقدی اور شناختی کارڈ بھی ہے۔ (جو سید عبدالمنان ہاشمی کے نام سے تیار ہوا ہے) ربوہ میں کہیں گر گیا ہے جس صاحب کو ملے مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر مشکور ہوں۔

قریشی عبدالمنان۔ خان منزل ۱۵/۵ ۔ دارالنصر غربی ۔ ربوہ

تلاش گمشدہ

ایک لڑکا نام ناصر احمد ابن اختر حسین صدر جماعت احمدیہ مالو کے تتلے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بعمر ۲۲ سال قد درمیانہ، پاؤں میں نائیلون کی چپل سر پر پھٹکی دار دوپٹہ، مٹیالے رنگ کی شلوار قمیص پہنے ہوئے، دایاں ہاتھ اور پاؤں مفلوج ہے۔ چل پھر سکتا ہے۔ دائیں ٹانگ پر دباؤ ڈال کر چلتا ہے، باتیں کرتے وقت زبان میں معمولی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ عبادت کی طرف بہت زیادہ رغبت ہے۔ ۱۷ مئی ۸۹ء سے صبح کی نماز فجر سے لاپتہ ہے اگر کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو فوری دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں فون ۶۴۸ یا ۴۴۸ پر اطلاع کریں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۔ ربوہ

تبدیلی سائیکل

عید کے روز ایک سائیکل غالباً دوکان پر سے تبدیل ہو گئی ہے۔ جن صاحب کی سائیکل تبدیل ہو گئی ہو براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

محمد احمد۔ مکان نمبر ۲۷

کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ

پتے درکار ہیں

مندرجہ ذیل موصی صاحبان کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی اور دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو نظارت بہشتی مقبرہ کو اطلاع دی جاوے

۱:۔ مکرم چوہدری خورشید عالم صاحب ولد مکرم چوہدری موسے خان صاحب وصیت نمبر ۹۵۲۷ ساکن کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ

۲:۔ مکرم حکیم محمد ایوب صاحب ولد مکرم حکیم نادر حسین صاحب قوم قریشی وصیت نمبر ۹۵۵۸ سابق سکونت کنگنہ ضلع ہوشیارپور

۳:۔ مکرم نواب دین صاحب ولد علی بخش صاحب ساکن ربوہ دارالضیافت (انہوں نے ۱۲/۵۷ ۱۴ کو وصیت کی تھی)

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

ایمان کا ذرہ، فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبصرہ

نیویارک سوونیئر

آفتاب احمد بسمل مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے نیویارک امریکہ کی جماعت کی طرف سے عالمگیر احمدیہ جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر ایک نہایت حسین و جمیل سوونیئر شائع کیا ہے۔ سوونیئر کے سرورق پر ایک طرف امام جماعت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی تصویر ہے اور دوسری طرف بیت الظفر کی جہاں نیویارک میں کام کرنے والے مربیوں کی رہائش ہے۔

۶۴ صفحات پر انگریزی زبان میں مضامین اور جماعت کی کارکردگی اور بعض افراد کی تصاویر ہیں اور ۱۰ صفحات اردو کے لئے وقف کئے گئے ہیں۔ یہ بات قارئین کے لئے خاص دلچسپی کا باعث ہے کہ اس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ، قدرت ثانیہ کے مظہر اول و ثانی و ثالث اور مظہر رابع کے کسی قدر تفصیلی تعارف موجود ہیں۔ اسی طرح ایک تعارف محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر اور مربی انچارج امریکہ کا ہے اور اس کے ساتھ ہی محترم شیخ صاحب کا ایک پیغام بھی درج ہے۔ تمام پاکستانی مربی جنہوں نے کسی نہ کسی وقت نیویارک میں احمدیہ جماعت کی خدمات سرانجام دی ہیں انکا مختصر تعارف بھی شامل کیا گیا ہے۔ مقامی دوست جو جماعت کے مختلف عہدوں پر ہیں یا جماعت کے کاموں میں مصروف عمل ہیں ان کے تعارف بھی خاصی دلچسپی کا باعث ہیں۔ ان میں خاص طور پر عابد حنیف صاحب۔ بشیر افضل صاحب۔ محمد صادق صاحب اور عمر بلال ابراہیم صاحب شامل ہیں۔

اس سوونیئر میں ان احمدی حضرات کا کسی حد تک تفصیلی ذکر بھی موجود ہے۔ جنہوں نے مختلف اوقات میں یونائیٹڈ نیشنز یعنی اقوام متحدہ کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان میں سرفہرست حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ہیں۔ ان کے بعد سید برکات احمد صاحب اور آخر پر آنریبل امری عبیدی (جن کا تعلق تنزانیہ سے تھا) محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا اقوام متحدہ میں پہلا خطاب بھی شامل اشاعت ہے۔ چونکہ لجنہ اماء اللہ بھی اپنی کارکردگی کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اس لئے ان کی ایک سابق صدر مسز رخسانہ نصیر کا اس میں خاص طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک یونائیٹڈ احمدی بہن نے اپنے احمدی ہونے کا ذکر کیا ہے تو بتایا ہے کہ کس طرح وہ جلسہ سالانہ لندن پر حاضر ہو کر حضرت امام جماعت کی تقریر سنتی تھی اور ان سے بے حد متاثر ہوتی تھی۔ آپ نے ایک اور یونائیٹڈ احمدی بہن کے ساتھ مل کر بہت سا احمدیہ لٹریچر تیار کیا ہے اور قارئین سے استدعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ اپنے فرائض کامیابی سے سرانجام دے سکیں۔ صدر مملکت امریکہ مسٹر بش اور ان کی بیگم کا ایک خط بھی شامل اشاعت ہے اسی طرح حکومت کے دیگر عائدین کے تہنیتی خطوط بھی اس سوونیئر میں شامل کئے گئے ہیں۔ احمدیہ جماعت نے ملک کے عائدین کو جو احمدیہ لٹریچر تحفے کے طور پر بھیجا تھا اس کی وصولی کے سلسلے میں بعض خطوط شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔ اردو حصے میں عقائد جماعت احمدیہ اور انگریزی حصے کا کسی قدر اختصار کے ساتھ اردو میں ترجمہ شامل ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک نظم اور ایک نظم مدیر صاحب آفتاب احمد بسمل کی۔ اردو حصے میں شامل ہیں۔

ہم ایک دفعہ پھر نیویارک کی جماعت اور خاص طور پر اس سوونیئر کے مدیر کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

برائے فروخت

پلاسٹک کی اشیاء تیار کرنے والی آٹومیٹک ہینڈ مولڈنگ مشین اور نئی حالت میں ڈائیاں فوری فروخت کیلئے موجود ہیں۔

تفصیلات کیلئے

سید ندیم مقبول

رحمان بیکرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

حضرت حکیم نظام جان کے

مشہور دواخانہ پر

حکیم عبدالحمید اعوان

ہر ماہ کی ۵۔۶۔۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے

مینجر: مشہور دواخانہ

نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ فون ۹۰۶

ربوہ میں فری کوچنگ ادارہ

خدا تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر کے طور پر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے شعبہ امور طلباء کے تحت طلباء کی معاونت کیلئے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔ جو سال بھر جاری رہے گا۔ اس میں ہمارے تجربہ کار اور نوجوان اساتذہ رضاکارانہ طور پر خدمت بجالائیں گے مختلف اوقات میں کوچنگ کلاسز کے علاوہ ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ جس سے ذہین اور کمزور ہر دو طرح کے طلباء انفرادی توجہ سے اپنے اوقات سے صحیح اور احسن رنگ میں استفادہ کر سکیں گے

اس کیلئے ایک داخلہ فارم تیار کیا گیا ہے جسے طلباء پر کر کے دفتر بھجوائیں گے۔ طلباء کو ان کے مضمون کے مطابق دو دو تین تین کے گروپ میں ایک ٹیچر کے سپرد کر دیا جائیگا جو اپنی سہولت کے مطابق اپنے گھر روزانہ ایک گھنٹہ کے لئے انہیں راہنمائی فراہم کریں گے۔

رجسٹریشن ہر ماہ یکم تا پانچ ہوا کرے گی۔ پراسپیکٹس کسی بھی دن دفتر مقامی میں مہیا ہوگا آٹھویں سے لے کر بی ایس سی تک کے طلباء کیلئے یہ سہولت میسر ہے۔ جو طلباء اس انتظام سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ ۲۵ مئی کے بعد داخلہ فارم اور پراسپیکٹس کیلئے دفتر مقامی خدام الاحمدیہ سے دفتر کے اوقات میں رجوع کریں۔ (فون نمبر ۹۴۸)

مزید برآں فری کوچنگ کلاسز کا متوقع پروگرام حسب ذیل ہے۔

فری کوچنگ کلاس برائے (ایف اے / ایف ایس سی)
۱۵ جون ۱۹۸۹ء

پری کالج کلاس برائے (میٹرک پاس طلباء)
۱۵ جون ۱۹۸۹ء

فری سمر سکول برائے (بی ایس سی) یکم جولائی ۱۹۸۹ء

فری مڈل سکول برائے (آٹھویں جماعت) اکتوبر ۱۹۸۹ء

گٹ تھرو کورس برائے (میٹرک) نومبر ۱۹۸۹ء

(ناظم امور طلباء ربوہ)

تصحیح

محترمہ طیبہ شریف صاحبہ مسل نمبر ۲۶۹۴۴ کی وصیت ۳ مئی ۱۹۸۹ء صفحہ ۳ پر شائع ہوئی ہے۔ ان کی ولدیت ڈاکٹر شریف احمد صاحب کی بجائے ڈاکٹر محمد شریف احمد شائع ہوا ہے براہ کرم تصحیح فرما کر ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپردازان)

تحریک وقف نو کے تحت شائع ہونیوالی تصاویر میں عزیزم بشیر احمد ابن حاجی منور احمد ربوہ کا نام مبشر احمد غلط شائع ہو گیا ہے۔ قارئین الفضل مبشر احمد کو بشیر احمد پڑھیں۔ شکریہ۔

حافظ محمد صدیق مربی سلسلہ

ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے قبول کئے جاؤ۔ (الوصیت)

فریج ماسٹر

جاپانی سٹیل چادر کے بنے ہوئے مضبوط اور پائیدار روم کولر مختلف سائز میں دستیاب نیز فریج، ڈیفریزر، ائر کنڈیشنر، روم کولر اور واشنگ مشین کی معیاری ریپیئرنگ کیلئے

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

بیماری نہیں چھوڑتی؟

۱۔ ٹیسٹوں اور ایکسرے وغیرہ سے تشخیص نہ ہو سکے
۲۔ دوائیں چند دن کے بعد بے اثر ہو جائیں
۳۔ طبیعت دواؤں کو برداشت نہ کر سکے
۴۔ مریض خطرناک اپریشن سے ڈرتا ہو یا
۵۔ ایک سے زیادہ متضاد بیماریاں اکٹھی ہوں تو .....؟

ان مسائل کا حل کیوریٹو لٹریچر میں ملے گا۔ ۳/- روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر یا کیوریٹو سٹاکسٹوں سے طلب کریں۔ ڈاکٹرز کیلئے فری

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (شعبہ اشاعت) گولبازار۔ ربوہ

فون: سیلز ۷۷۱ کلینک ۶۰۰ رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ (ازالہ اوہام)